

# تعزیراتِ اسلام

مولانا بشیر احمد صاحب قاضی - باغ - آزاد کشمیر

(۱۷)

ذمی کی دیت | تشریح ۴

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذمی اور مستامن کی دیت وہی ہے جو مسلمان کی ہے، جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم ہے (یعنی دیتِ کاملہ کا ثلث) اور مجوسی کی آٹھ سو درہم ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک چھ ہزار درہم ہے یعنی مسلمان کی دیت کا نصف ہے اور یہی مذہب امام احمدؒ کا بھی ہے۔

امام شافعیؒ اپنے موقف پر حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم مذکور ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو بھی ذکر کرتے ہیں اور اس میں مجوسی کی آٹھ سو درہم دیت مذکور ہے۔ علاوہ ازیں وہ عقلی دلیل بھی دیتے ہیں کہ جب عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے تو کفر جو انوثت سے زیادہ کمزور چیز ہے، اسی کی وجہ سے کافر کی دیت بدرجہ اولیٰ کم ہونی چاہیے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی دلیل عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده کی

۱۔ ہدایہ جلد ۴ ص ۵۸۶ و احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۳۸

۲۔ المغنی جلد ۹ ص ۵۲۷

۳۔ البدائع جلد ۷ ص ۲۵۳ و المغنی جلد ۹ ص ۵۲۸

روایت ہے یعنی یہ کہ " دِيَّةُ الْمُعَاهِدِ نَصْفُ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ " یعنی معاہدہ کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔ یہ روایت دوسرے الفاظ سے بھی منقول ہے۔ مثلاً عقل الکافر نصف دِيَّةِ عَقْلِ الْمُسْلِمِ " یعنی اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

علامہ ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ حدیث عبادہ کو اہل سنن نے بیان نہیں کیا بظاہر یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا اپنا عمل اس کے مطابق نہیں ہے جیسا کہ آگے مذکور ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قتل مومن کے بارے میں فرمایا " دِيَّةٌ مُسَلِّمَةٌ اِلَى اَهْلِيهِ " یعنی دیت مقتول کے ورثاء کی دی جائے گی اس کے بعد فرمایا۔ " وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فِدْيَةٌ مُسَلِّمَةٌ اِلَى اَهْلِيهِ " اس حکم میں قتل مومن کی دیت کے ذکر کے بعد معاہدہ کی دیت کا ذکر کیا گیا ہے اور دونوں جگہ الفاظ ایک ہی ہیں یعنی " دِيَّةٌ مُسَلِّمَةٌ اِلَى اَهْلِيهِ " اس میں معاہدہ کی دیت کی کوئی تفصیل نہیں ہے جس سے ظاہر یہی ہے کہ معاہدہ کی دیت وہی ہے جو پیچھے مومن کی بیان کی گئی ہے۔

۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ " دِيَّةُ كُلِّ ذِي عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ الْفِ دِيْنًا " یعنی معاہدہ کی دیت جب تک وہ عہد کے اندر ہے ایک ہزار دینار ہے " اور یہی مسلمان کی دیت ہے۔

۳۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر کرتے ہیں بلکہ انہی کی دوسری سند اس طرح ہے کہ ایک مرد نے ایک ذمی شخص کو قتل کر دیا تھا۔ جس کا مقدمہ

۱۵۰ ایضاً

۱۵۰ البدائع جلد ۱ ص ۲۵۲ والمغنی جلد ۹ ص ۵۲۸

۱۵۰ البحر جلد ۸ ص ۳۴۵ -

۱۵۰ ایضاً

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش ہوا تو آپ نے مجرم کو قتل نہیں کیا (اس لیے کہ شبہ ہو گیا ہوگا) بلکہ ایک ہزار دیت مقرر کی۔

۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن امیہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزاؤں کی دیت ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذمیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ جزیرہ اسی لیے ادا کرتے ہیں کہ اس کے عوض ان کی جان اور مال کی حفاظت کی جائے۔ جس طرح مسلمانوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ لہذا اسلامی حکومت کے تحت رہنے کی وجہ سے ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں گے۔ چنانچہ ابن عبینہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "دیتہ کُلِّ ذمی مثل دیتۃ المسلم" یعنی ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے مساوی ہے۔

۶۔ البرداء نے اپنی مراسل میں سند صحیح کے ساتھ ربیع بن ابی عبدالرحمن کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر احباب ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ تک ہی نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور تک بھی اس تمام عرصہ میں ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔ اور مراسل ابن المسیب محدثین کے نزدیک صحاح کا حکم رکھتے ہیں۔

مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ ذمی اور مسلمان کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ امام شافعیؒ کی دلیل عقلی کے جواب میں صاحبِ نجر فرماتے ہیں کہ عورت کی دیت میں کمی اس لیے نہیں ہے کہ صفتِ انوثت کو اس میں دخل ہے اور اس پر یہ کہا جائے کہ کفر اس سے بھی کم درجہ کی چیز ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ عورت کے اندر مرد کے مقابلہ میں ملکیت کی صفت میں کمی اور نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت نکاح کی ملکیت نہیں رکھتی بلکہ یہ ملکیت مرد کو حاصل ہوتی ہے۔ اس

۱۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد ۱، ص ۸۰، مغان ایڈیشن۔

۲۔ البحر جلد ۸ ص ۳۷۵۔ سے البقاء

۳۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد ۱، ص ۸۰

اعتبار سے کافر بھی مساوی درجہ رکھتا ہے لہذا وہ دیت میں بھی مسلمان کے مساوی ہوگا۔  
علاوہ ازیں عورت کی دیت مرد کی دیت سے کم کسی عقلی وجہ کی رو سے نہیں ہے بلکہ یہ مسئلہ  
اجماع صحابہ کی وجہ سے ہے۔

ذمی کی دیت، مسلمان کی دیت سے نصف ہونے پر یا مجوسی کی آٹھ سو درہم ہونے پر جمود ایات نقل کی گئی  
ہیں یا ان کے علاوہ اور بھی جو اس طرح کے آثار ہیں، ان سب کے بارے میں احناف کا موقف یہ ہے کہ  
یہ آثار جس طرح نصف دیت پر دلالت کرتے ہیں، کامل دیت پر بھی دلالت کرتے ہیں۔  
لہذا انہوں نے ان آثار کو ترجیح دی ہے جو کامل دیت پر دلالت کرتے ہیں اور وجہ ترجیح ان کے  
نزدیک یہ ہے کہ یہ آثار آیت مذکورہ کے ظاہر سے زیادہ مطابقت اور موافقت رکھتے ہیں۔

عورت کی دیت | دفعہ نمبر ۲۲

نفس اور اعضاء میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔<sup>۱</sup> اور جس عضو میں دیت مقرر نہ ہو  
اس میں حکومتِ عدل واجب ہوگی بلکہ  
تشریح :-

حکومتِ عدل میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک حکومتِ عدل میں مرد اور عورت برابر  
ہوں گے۔ اور بعض کے نزدیک عورت کی حکومتِ عدل بھی مرد کی حکومتِ عدل سے نصف ہوگی، لیکن  
ترجیح پہلی صورت کو حاصل ہے۔<sup>۲</sup>

عورت کی دیت نصف ہونے کی درحقیقت وجہ یہ ہے کہ میراث اور شہادت میں مرد کے مقابلے میں عورت  
بمزا نصف کے ہے اس لیے دیت میں بھی مرد کا نصف ہوگی۔<sup>۳</sup>

<sup>۱</sup> لہ مرآة شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ص ۴۹

<sup>۲</sup> لہ البحر جلد ۴ ص ۳۰۵ (مخان ایڈیشن)

<sup>۳</sup> لہ الدر المختار جلد ۵ ص ۳۸۰

<sup>۴</sup> لہ ایضاً ایضاً

<sup>۵</sup> لہ البیان جلد ۴ ص ۲۵۲

آیت مذکورہ میں عورت اور مرد کی دیت کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ البتہ صحابہ کا اجماع اس بات پر ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف واجب ہوگی۔ چنانچہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی، اور صحابہ میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ لہذا اس پر اجماع منعقد ہو گیا۔

مشہور محدث امام بیہقیؒ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ "عقل المرأة علی النصف من دية الرجل فی النفس وما دونها" یعنی عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی اس کا اعتبار نفس اور اعضاء دونوں پر ہوگا۔ امام شافعیؒ اسی روایت کو حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ دونوں سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ ابن قدامہؒ، ابن منذرؒ اور ابن عبد اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ "اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے"۔ پھر اس کے خلاف ابن علیہؒ اور احمدؒ کی مخالفت کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ دونوں مرد اور عورت کی دیت کو برابر قرار دیتے ہیں۔ لیکن علامہ ابن کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قول شاذ اجماع صحابہ اور سنت رسول کے خلاف ہے۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی، خواہ دیت نفس ہو یا نفس سے کم یعنی اعضاء کی۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر دیت کی مقدار تیسرے حصے تک ہو تو اس میں مرد اور عورت برابر ہوں گے البتہ تیسرے حصے سے زائد میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔ یہی موقف امام مالکؒ، امام احمدؒ اور دیگر حضرات کا بھی ہے۔ یہ حضرات اسماعیل بن عیاش، بواہب بن جریج، یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "عقل المرأة مثل عقل الرجل حتی ینبغ الحقل الثلث من دیتها" یعنی عورت کی دیت مرد کی دیت کے تیسرے حصے تک

۱۔ البدائع جلد ۷ ص ۲۵۴ ۲۔ الیقین

۳۔ المغنی جلد ۹ ص ۵۳۲

۴۔ الدر المختار جلد ۵ ص ۳۸۹ فصل فی الجنین۔

پہنچنے میں ایک جیسی ہوگی۔ مگر صاحبِ مرقاة نے اسماعیل بن عیاض اور ابن جریر کے بارے میں ضعیف ہونے کا قول نقل کیا ہے۔ نیز یہ حضرات زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ مگر یہ منقطع حدیث ہے جو احناف کی پیش کردہ دلیل کے مقابلے میں قوی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں احناف فرماتے ہیں کہ روایت کے الفاظ یعنی "دیۃ المرأة علی النصف من دیۃ الرجل" عام ہیں۔ اس میں کوئی تخصیص مذکور نہیں ہے۔ نیز یہ کہ جب دیۃ نفس کے بارے میں عورت کی دیۃ نصف ہے۔ اور اس پر اتفاق ہے تو اعضاء جو نفس کے تابع ہیں۔ ان کے اندر بھی نصف کا اعتبار کیا جائے گا۔ ورنہ تابع (صفت) کی متبوع (موصوف) پر فوقیت لازم آئے گی جو خلاف حقیقت ہے۔

(باقی)

## ایک گزارش

جناب قاضی بشیر احمد صاحب کے تعاون کے جہاں ہم بے حد ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنے مضمون کی اشاعت کے لیے ترجمان القرآن کو پسند فرمایا، وہاں ہم معاصرین اور قارئین کی توجہ محلہ نگاری کی اس معروف حقیقت کی طرف مبذول کراتے ہیں کہ کسی مضمون کے شائع کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ شائع کرنے والا ادارہ اس کے حرفِ حرف سے متفق ہوتا ہے، یا ہر مضمون نگار خاص اس کے طرزِ فکر کی ناسازگی کرتا ہے۔ قاضی صاحب نے ایک ایسے ذہنی بحث پر لکھا جو بحالات موجودہ اہمیت رکھتا ہے اور اسے ہم نے چھاپ دیا تاکہ مختلف ذہنوں میں متعلقہ موضوعات پر سوچنے کی تحریک ہو۔

راقم الحروف کا اپنا ذاتی نقطہ نظر قدس سے مختلف ہے۔ مثلاً میں سمجھتا ہوں کہ فقہ مذاہب اربعہ کے طرز پر مختلف ائمہ اور پیروانِ ائمہ کے ارشادات کو سلسلے لاکر ان کا تجزیہ و موازنہ کرنا چاہیے۔ فرقہ وارانہ ذہنیت کا رفرما نہیں ہونی چاہیے جو بالعموم کلام میں تلخیاں پیدا کرتی ہے۔ نیز قدیم قانونی اصطلاحات کو درج کرتے ہوئے ان کی وضاحت کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں نئے حالات میں بعض نئی چیزوں کو شامل بحث کرنا چاہیے۔ مثلاً قتلِ عمد کے منصوص آلات و ذرائع کی تعریف جن دوسری اشیاء پر منطبق ہوتی ہے، مثلاً پستول کی گولی۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر بعض مہلک شعلوں یا برقی لہروں کا استعمال۔ اسی طرح قانونِ شہادت کے تحت ان قرآن کی حیثیت کو متعین کرنا

ضروری ہے جو جدید سائٹنگ تحقیقاتوں کے دعوے برہمی اور حتمی حقیقت اختیار کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان اجتہادی مباحث کے بغیر تو ایمن فقرہ پر جو معنا میں لکھے جائیں گے ان میں عکاسی چند صدی پہلے کے اجتہادی فیصلوں کی ہوگی۔ اس صورت میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ خود میرے ذہن میں بہت سے اشکال پیدا ہوئے۔

مگر الحمد للہ کہ میرے دل میں کوئی تلخی و بیزاری مختلف حالیہ بحثوں کو پڑھتے ہوئے پیدا نہیں ہوئی بلکہ بعض جارحانہ حلوں سے بھی میں نے صرف نظر کیا۔

پس گزارش ہے کہ کسی رسالے اور اس کے مضمون نگاروں کے تعلق کو صحیح طور پر سامنے رکھیے، اور اختلافات کو پیرا پر رحمت میں پیش کیجیے۔ اہل دین کی باہمی طنز و تعریض ان کے مخالفین کی نگاہوں میں سرے سے شریعت ہی کو بے وزن بنا دے گی۔

بعض احباب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ پوری ایک کتاب کو بالاقساط ترجمان القرآن میں شائع کرنا کچھ زیادہ مناسب نہیں ہے۔ میرا بھی خیال یہی ہے کہ اس سلسلے میں اب کہیں رکنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے پاس صنمات کم ہیں۔ قاضی صاحب بقیہ حقوں کو کتابی صورت میں لا سکتے ہیں۔ ترجمان القرآن میں تو صرف ایسے معانی آنے چاہئیں جو اگر ایک ہی مرتبہ نہ چھپ سکیں تو زیادہ سے زیادہ دلتین اقساط میں مکمل ہو جائیں۔ (مرتب)